© rasailojaraid.com

مولانا مفتی غلام الرحمٰن استاذ حدیث دارالعلوم حقانیہ

اُونٹ کی طرح سونا چاندی بھی اصل دیت ہے

"الحق" مارچ ۱۹۹۱ء موافق شعبان ۱۴۱۱ھ کے حوالہ سے حضرت مولانا سید تصدق بخاری صاحب زید مجدہم نے "اصل دیت کیا ہے، سو اونٹ یا ہزار درہم؟" کے عنوان سے دیت کے بارے میں اپنا نقطہ نظر پیش کیا ہے۔ یہ احقر کے اس مقالہ کا مواخذہ تھا جو دسمبر ۱۹۹۰ء کے "الحق" میں "اسلام کا نظام قصاص و دیت" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔

اختلافی نقطہ نظر موصوف کو احقر کے مقالہ میں جس بات سے قلق ہوا ہے وہ دیت کی تقرری میں دس ہزار دراہم کے تعین کا مسئلہ ہے۔ آپ کی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ دیت کے تعین کا دارو مدار اونٹوں پر ہے یعنی اصل دیت سو اونٹ ہیں۔ دراہم، دنانیر یا دوسری چیزوں کا ذاتی طور پر کوئی اعتبار نہیں، جہاں کہیں دیت کے فیصلے ہوئے ہیں اُن میں اونٹ کو بنیادی حیثیت حاصل رہی (حالانکہ ایسا نہیں) موصوف فرماتے ہیں:۔

"احادیث کے تتبع سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سونا چاندی وگائے اور بکریوں وغیرہا کی تعداد کے تعین میں خیر القرون میں کمی بیشی اس لیے ہوتی رہی ہے اور آئندہ بھی قیامت تک بوقت ضرورت ہوتی رہے گی کیونکہ یہ چیزیں اصل دیت نہیں ہیں، اصل دیت سو اونٹ ہی ہیں اس لیے ان کی تعداد میں کمی بیشی نہیں ہوئی۔" (الحق ص ۱۲)

موصوف کے دلائل کا تجزیہ موصوف نے گیارہ صفحات پر مشتمل مضمون میں جن روایات کا سہارا لیا ہے یہ کل پانچ ہیں:۔

(۱) پہلی روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ موصوف نے یہ روایت تین دفعہ ذکر کی ہے۔ پہلی دفعہ سیرت ابن ہشام کے حوالہ سے الحق ص ۱۳، دوسری دفعہ معالم التنزیل کے حوالہ سے الحق ص ۱۵ پر اور تیسری دفعہ احکام القرآن کے حوالہ سے الحق ص ۲۱ پر ہے۔ اس روایت میں کسی دراہم و دنانیر سے انکار نہیں، صرف یہ آیا ہے کہ قتلِ خطا کا خون بہا سو اونٹ ہے جن میں سے چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں گی۔

(۲) دوسری اہم روایت جس کے بارے میں مقالہ نگار اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ اس سے ان کا مؤقف صراحتًہ ثابت ہے، یہ "عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ" کی سند کی روایت ہے۔ موصوف نے یہ روایت پہلی دفعہ بحوالہ ابوداؤد (الحق ص ۱۳) دوسری بار بحوالہ ابن ماجہ (الحق ص ۱۶) تیسری بار بحوالہ ترمذی (الحق ص ۱۸) ذکر کی ہے۔ اس روایت کا مفاد یہ ہے کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قتلِ خطا کی دیت سو اونٹنیاں ہیں جن میں تیس دوسرے سال والی، تیس تیسرے سال والی، تیس چوتھے سال والی، اور دس اونٹ دوسرے سال والے ہیں۔ البتہ موخرالذکر روایت میں تیس اونٹنیاں چوتھے سال والی، تیس اونٹنیاں پانچویں سال والی اور چالیس اونٹنیاں حاملہ (گابھن) کی ادائیگی وارد ہے۔ مزید برآں دراہم و دنانیر اور دوسری چیزوں کا اندازے سے ادائیگی کا حکم بھی وارد ہے ۔۔۔ ایسا ہی موصوف نے یہ روایت عبداللہ بن عمرو (ابن العاص) کی دوسری سند سے مشکوٰۃ کے حوالے سے الحق ص۲ پر نقل کی ہے جس سے سو اونٹ کی ادائیگی کا ثبوت ملتا ہے۔

(۳) تیسری روایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ہے جو موصوف نے ترمذی کے حوالہ سے الحق ص۱۴ پر نقل کی ہے، اس روایت کے الفاظ یہ ہیں :-

عن ابن عباسؓ عن النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم انہ جعل الدیۃ اثنی عشر الف درہم -	حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیت بارہ ہزار دراہم مقرر فرمائے ۔

اس روایت کی رُو سے دیت میں اونٹ کی تقرری کا کوئی تذکرہ نہیں بلکہ اس سے موصوف کے عندیہ کی تردید ہو رہی ہے کیونکہ موصوف کے نزدیک اصل دیت سو اونٹ ہیں جبکہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے اعتبار سے قطع نظر بارہ ہزار دراہم مقرر فرمائے ۔

یہ الگ بات ہے کہ احناف نے بارہ ہزار کی جگہ دس ہزار دراہم کو اعتبار کیوں دیا؟ اس کی تحقیق کے لیے احناف کے فقہی ذخائر کی طرف مراجع کرنا ہوگا۔ تاہم درہم کی قیمت میں تفاوت کی وجہ سے بعض روایات سے دس ہزار اور بعض سے بارہ ہزار معلوم ہوتے ہیں۔ یہ کہنا روایات سے ناواقفیت کی دلیل ہے کہ یہ تفاوت اونٹ کی قیمت کے اعتبار پر مبنی ہے۔ دراہم کا اعتبار صرف اس روایت سے نہیں بلکہ متعدد روایات سے ثابت ہے۔ (کما سیأتی ان شاء اللہ) لیکن موصوف کے مؤقف کی تردید کے لیے یہ ایک روایت ہی کافی ہے معلوم نہیں کہ آپ کو یہ روایت نقل کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟

(۴) چوتھی روایت حضرت جابرؓ بن عبداللہ کی ہے جو موصوف نے تفسیر مظہری کے حوالہ سے الحق ص۱۶ پر نقل کی ہے۔ اس روایت کی رُو سے دیت میں اونٹ کے علاوہ گائیں والوں پر دو سو گائیں، بکریوں والوں پر دو ہزار بکریاں اور کپڑے والوں پر دو سو جوڑے کپڑوں کا ثبوت ملتا ہے۔

(۵) پانچویں روایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ہے جو موصوف نے ابن ماجہ کے حوالہ سے الحق ص۱۹ پر اور ابو داؤد کے حوالہ سے الحق ص۲ پر نقل کی ہے۔ اس روایت سے بھی اونٹ کی ادائیگی کا ثبوت ملتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان روایات کے علاوہ حضرت طاؤسؒ کی مرسل روایت احکام القرآن کے حوالہ سے الحق ص۱۲ پر ہے جس سے اونٹ کی نشاندہی ہوتی ہے۔

امام شافعیؒ، امام احمدؒ، طیبیؒ، امام اعظمؒ، ثوریؒ اور حسن بن صالحؒ کی طرف آپ نے منسوب اقوال پیش کیے ہیں۔

اونٹ کی اصالت کے باوجود تمام روایات پر عمل ممکن نہیں

مولانا موصوف کا عندیہ درج ذیل ہے:۔

"در حقیقت اصل دیت سو اونٹ ہی ہیں، اس لیے دیت کے فیصلہ کے وقت سو اونٹ کی جو قیمت ہو وہی اصل دیت ہے۔ دوسری جو چیزیں بھی سہولتاً دیت میں دی جائیں گی وہ بحساب سو اونٹوں کی مروجہ قیمت کے مساوی دی جائیں گی"۔ (الحق ص۱۲)

موصوف کے ارشاد کے مطابق اگر ہم سو اونٹ دیت کے لیے اصل مان لیں تو پھر بھی تمام روایات پر عمل ممکن نہیں کیونکہ اونٹ کے بارے میں بھی دیگر حدیث کے ذخائر کی طرف مراجعت سے قطع نظر صرف موصوف نے جو روایات نقل کی ہیں اُن میں اتنا اختلاف پایا جاتا ہے کہ کسی ایک نوع کے اختیار کرنے سے دوسری روایات چھوٹ جاتی ہیں۔ مثلاً حضرت ابن عمرؓ کی روایت کی رُو سے جب سو اونٹ دیئے جائیں گے تو ان میں چالیس اونٹنیاں حاملہ (گابھن) ہوں گی، لیکن اس کے مقابلہ میں عمرو بن شعیب بن ربیعہ عن جدہ کی سند سے جو روایت موصوف نے نقل کی ہے اس میں ابوداؤد کی روایت میں سو اونٹ کی جگہ قیمت کی ادائیگی وارد ہے، لیکن ابن ماجہ کی روایت میں سو اونٹ کی ادائیگی میں یہ صورت اختیار کی گئی ہے کہ ان میں تیس ایسی اونٹنیاں ہوں جو دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہوں، تیس ایسی اونٹنیاں جو تیسرے سال میں جا رہی ہوں اور تیس ایسی اونٹنیاں جو چوتھے سال میں لگی ہوں اور دس ایسے ایسے اونٹ جو تیسرے برس میں داخل ہو چکے ہوں۔ گویا اس روایت میں سو اونٹ میں چار قسم کا اعتبار ہے، لیکن ترمذی کی روایت میں سو اونٹ میں تثلیث کا اعتبار ہے کہ تیس اونٹنیاں چار سال والی، تیس اونٹنیاں پانچ سال والی اور چالیس اونٹنیاں حاملہ (گابھن) ہوں۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں بحوالہ ابوداؤد سو اونٹ کی تقسیم میں تخمیس کا اعتبار دیا گیا ہے۔ بیس اونٹنیاں چوتھے سال والی، بیس اونٹنیاں پانچویں سال والی، بیس اونٹنیاں دو سال والی، بیس اونٹنیاں تین سال والی اور بیس اونٹ تین سال والے ہوں۔

صرف ان الفاظ کو دیکھ کر کسی ایک نوع کے تعین سے دوسری روایات پر عمل ممکن نہیں، لہٰذا محض اونٹ کی اصالت پر قول کر کے روایات کو قابلِ عمل بنانے کی راہ کامیاب نظر نہیں آتی۔ ایسی صورت میں قتل کی قسموں کا اعتبار کر کے دیتِ مغلظہ اور دیتِ مخففہ کی صورت نکالنی ہوگی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دراہم و دنانیر کو دیت کی قیمت کہنا درست نہیں

دیت کی حقیقت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے معنیٰ میں معاوضہ کی ماہیت چھپی ہوئی ہے، کیونکہ لغوی اعتبار سے دیت مالی معاوضہ کو کہا جاتا ہے ـــ اور ازروئے شرع اُس مال کو کہتے ہیں جو جان کو ختم کرنے یا کسی شخص کے جسمانی اعضاء کو ناقص کرنے کے بدلے میں دیا جاتا ہے[1]

گویا دیت حقیقت میں انسان کی قیمت ہے، کیونکہ انسان کی حقیقت میں حیوانیت بھی ایک جزء ہے۔ اور حیوان جب ہلاک ہو جائے تو یہ مضمون بالقیمت ہوتا ہے۔ قیمت کے تعین کے لیے ایسی چیز کی تقرری ضروری ہے جس میں خود تعین ہو تفاوت نہ ہو، مزید برآں ممکن الوصول ہو۔ کسی حیوان کے عوض میں ایسی چیز کو واجب قرار دینا جو متفاوت ہو، باہمی نزاع اور فتنہ و فساد کے لیے مواقع فراہم کرنے کے مترادف ہے جبکہ ممکن الوصول نہ ہونے کی صورت میں تعجیز کے سوا اور کچھ بھی حاصل نہیں۔ اس وجہ سے عقلاً تو اونٹ کا اعتبار ذاتی طور پر دیت میں بالکل نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس کے باطنی معانی کی وجہ سے ان میں یکسانیت ممکن نہیں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر جگہ اونٹ مل سکیں مثلاً ہمارے ملک میں اگر موصوف کے مشورہ سے اونٹ کو ہی اعتبار دیا جائے تو یہ اسلامی نظام کے نفاذ کو مشکل سے مشکل تر بنانا ہے کیونکہ ملک میں ہر جگہ اونٹ کا ملنا مشکل ہے اور اگر مقتول کے ورثاء کو سو اونٹ دیئے جائیں تو یہ اُس کو الٹا مشقت میں ڈالنا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ مقتول کے ورثاء اونٹ اپنے پاس رکھ سکیں اور اگر فروخت کریں تو ملکی رواج نہ ہونے کی وجہ سے ایسی حالت میں اس کو کم سے کم قیمت دی جائے گی ـــ لیکن چونکہ حدیث میں سو اونٹ کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا عقلی وجوہات سے قطع نظر تثلیث، تربیع یا تخمیس کا اعتبار کرتے ہوئے ان کا دینا جائز ہے، پھر بھی اونٹ کی ادائیگی ایسے ملک میں ہونی چاہیئے جہاں پر اونٹوں کا رواج ہو تا کہ ان کو (یعنی ورثاء کو) آسانی رہے ـــ اس کے علاوہ دراہم و دنانیر اپنی جگہ بغیر کسی اونٹ کی قیمت کی نسبت کے دیت کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ دراہم و دنانیر خلقی طور پر ثمنیت سے متصف ہیں، اس کی مقدار معلوم ہے اور ہر جگہ آسانی سے میسر ہیں، بلکہ دنیا کے ہر کونے میں ان کا اعتبار پایا جاتا ہے کیونکہ دنانیر سونے اور دراہم چاندی کے ہوتے ہیں اور سونا چاندی بین الاقوامی لین دین کا ذریعہ ہے اس لیے دیت میں اس کی تقرری سے کوئی مشکلات پیدا نہیں ہونگی۔

دراہم و دنانیر کو دیت کی قیمت کہنے میں ایک دوسری خرابی یہ بھی ہے کہ اگر ہم اصل دیت اونٹ مان کر دراہم و دنانیر اس کا بدل تسلیم کریں تو ایسی حالت میں اونٹ یکمشت نہیں لیے جاتے، یہ قاتل کے ذمہ محض واجب الادا ہوتے ہیں۔ اگر دراہم و دنانیر اس کا بدل ہو اور اس کے عوض میں دیئے جائیں تو دراہم و دنانیر کے بارے میں قاضی تین سال

---

[1] علامہ قطب الدین، مظاہر الحق جدید، دارالاشاعت کراچی (۱۹۸۳ء) جلد ۳ ص ۵۳۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی مدت ادائیگی کے لیے مقرر کر سکتا ہے، لہٰذا پھر ایسی حالت میں یہ بھی قاتل کے ذمہ محض واجب الادا رہیں گے۔ تو یہ "دیناً بدین" ـــ "نسیئہ بنسیئہ" کی صورت لازم آئے گی جو شرعاً حرام اور ناجائز ہے[1]

دیت کے تعین میں ائمہ مجتہدین کے مذاہب

یہاں تک موصوف کے مضمون کا اجمالی جائزہ تھا۔ ابھی ہم اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ دراہم و دنانیر کا تعین راقم الحروف کی کوئی خود ساختہ رائے نہیں بلکہ یہ محققین و مجتہدین کی تحقیقات کی روشنی میں مستقل مکاتب فکر کی مستند رائے ہے۔ بد قسمتی سے مولانا صاحب نے اپنے مقالہ میں سو اونٹ کی اصالت ائمہ اربعہ میں سے کسی کے مذہب کی طرف منسوب کرنے کی زحمت نہیں کی۔ موصوف نے انداز بیان ایسا اختیار کیا ہے کہ شاید اپنی صوابدید پر وہ احادیث سے بالذات مسائل مستنبط کر رہے ہیں۔ آپ نے الحق ص۱۵ پر "عنایہ" کے حوالہ سے امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا قول ایسے پیرایہ میں نقل کیا ہے جیسا کہ ان حضرات کے اقوال آپ کی رائے کے لیے محض تائیدی حیثیت رکھتے ہوں، جبکہ بعض جگہ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے اقوال سے غلط فائدہ لیا ہے۔ ایسی توجیہہ کی ہے جو بما لا یرضیٰ بہ قائلہ کے مترادف ہے۔

کاش! اگر موصوف ابتداء ہی سے اپنا مذہبی رشتہ ظاہر کرتے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی کہ آپ کس کی ترجمانی کا حق ادا کر رہے ہیں۔ اس لیے دیت کے بارے میں جملہ مذاہب نقل کرنے کے بعد شاید موصوف کے بارے میں یہ واضح ہو کہ وہ کس مسلک سے وابستہ ہیں، تاہم طوالت سے بچنے کی خاطر عربی عبارات کے بجائے باحوالہ اردو تراجم پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

امام شافعیؒ کی رائے

امام شافعیؒ سے دیت کے بارے میں دو اقوال مروی ہیں۔ پہلے قول (جس کی نسبت آپ کی طرف عراق کے حوالہ سے کی جاتی ہے) کی رو سے چاندی والوں سے بارہ ہزار دراہم اور سونے والوں سے ایک ہزار دینار لیے جائیں گے جیسا کہ اونٹ والوں سے سو اونٹ لیے جاتے ہیں۔ البتہ مصر میں آپؒ کا قول جدید یہ ہے کہ دراہم و دنانیر کے تعین کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ اصل دیت سو اونٹ ہے۔ جہاں کہیں دوسری چیزیں مثلاً سونا چاندی لیے جائیں گے تو اس میں اونٹوں کی قیمت کا اعتبار ہوگا ـــ علامہ ابن رشدؒ فرماتے ہیں۔

> (ترجمہ) "امام شافعیؒ کا قول مصری یہ ہے کہ سونا اور چاندی والوں سے سو اونٹ کی قیمت کے علاوہ کوئی چیز نہیں لی جائے گی خواہ قیمت کتنی ہی کیوں نہ ہو"[2]

لیکن شوافعؒ کے ہاں مفتی بہ قول مصر کا ہے، گویا ابھی شوافعؒ کے ہاں دیت کی اصل سو اونٹ ہے سونا اور

---

[1] شمس الدین السرخسیؒ کتاب المبسوط، المطبعۃ السعادہ مصر جلد ۲۶ ص۷۵

[2] بدایۃ المجتہد فی نہایۃ المقتصد، دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور جلد ۲ ص۳۰۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چاندی یعنی دراہم و دنانیر اگر دیئے جائیں تو اس میں سو اونٹ کی قیمت کا اعتبار ہوگا بذاتِ خود ان کا دیت سے کوئی تعلق، جیساکہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں :-

(ترجمہ) "آزاد مسلمان کی دیت سو اونٹ ہے، اس کے سوا دوسری چیزیں دیت نہیں۔"[1]

امام مالکؒ کی رائے | امام مالکؒ کے نزدیک سو اونٹ کے علاوہ دراہم و دنانیر کا بھی دیت میں بطورِ اصالت اعتبار ہے ۔۔ ابن رشدؒ فرماتے ہیں :-

(ترجمہ) "امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سونے والوں پر (دیت) ایک ہزار دینار اور چاندی والوں پر بارہ ہزار دراہم ہیں"[2]

امام احمد بن حنبلؒ کی رائے | امام احمد بن حنبلؒ سے بھی دو روایات مروی ہیں۔ ایک روایت میں آپ بھی امام شافعیؒ کی طرح صرف اونٹ کی اصالت کے قائل ہیں، اور دوسرے قول میں اونٹ کے علاوہ سونے اور چاندی کے بھی قائل ہیں۔ محدثِ اعظم مُلّا علی قاریؒ فرماتے ہیں :-

(ترجمہ) "جان لیں کہ دیت کی اصالت میں علماء کا اختلاف ہے، پس امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ سے ایک روایت کی رُو سے اور ابن المنذرؒ کے نزدیک صرف (سو) اونٹ ہیں لہٰذا ان کی قیمت واجب ہوگی جتنی بھی ہو، اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اُونٹ کے علاوہ سونا اور چاندی بھی ہے۔ یہ امام احمد بن حنبلؒ کا قول اور امام شافعیؒ کی قدیم رائے ہے"[3]

ابن حزم ظاہریؒ کی رائے | دیت کے بارے میں سب سے سخت ترین لہجہ ابومحمد علی بن حزم ظاہریؒ کا ہے جن سے دراہم اور دنانیر کے بارے میں کوئی قول منقول نہیں، جبکہ دوسرے ائمہ سے کسی نہ کسی درجہ میں دراہم اور دنانیر کے بارے میں کچھ نہ کچھ مروی ہے لیکن آپؒ دوٹوک فیصلہ کرکے فرماتے ہیں :-

(ترجمہ) "قتل عمد اور خطا کی دیت سو اونٹ ہے، اگر یہ نہ ہو تو پھر ان کی قیمت واجب ہوگی"[4]

---

[1] الام ــــــ دارالمعرفۃ بیروت (۱۹۷۳ء) جلد ۶ ص ۱۰۵ [2] بدایۃ المجتہد فی نہایۃ المقتصد جلد ۲ ص ۳۰۸

[3] مرقاۃ المصابیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، مکتبہ امدادیہ ملتان، جلد ۷ ص ۸۳

[4] ابومحمد علی بن الحزم، المحلی، مطبعۃ الامام مصر، جلد ۷ ص ۱۷۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مزید لکھتے ہیں :۔

(ترجمہ) "ہماری طرح جن سے اونٹ کے علاوہ دوسرا کوئی قول نقل نہیں یہ ایک عظیم جماعت ہے جن میں زید بن ثابتؓ، علی بن ابی طالبؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ ہیں، ان تمام کی رائے ہے کہ دیت میں سو اونٹ ہیں[1]"

ان متعدد اقوال پر نظر ڈالتے ہوئے قاری آسانی سے فیصلہ کر سکتا ہے کہ موصوف مسلک کے اعتبار سے کن کے قریب ہیں! اگرچہ آپ نے کسی جگہ اپنے مذہبی رشتہ کے اظہار کی جراءت نہیں کی بلکہ مجتہدانہ اندازِ بیان اختیار کرکے احادیث سے بالذات احکام ثابت کرنے کی کوشش کی۔

دیت کے بارے میں احناف رحمہم اللہ کا موقف

احناف بھی دیگر فقہی مکاتبِ فکر کی طرح دیت میں اونٹ کی اصالت کے قائل ہیں لیکن احناف نے اپنا زاویۂ فکر صرف چند روایات تک محدود نہیں رکھا بلکہ پوری روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے اونٹ کے علاوہ سونے (دینار) اور چاندی (دراہم) کے تعین پر بھی قول کیا۔ گویا احناف کے نزدیک سو اونٹ کی طرح ایک ہزار دینار یا دس ہزار دراہم بھی دیت کے لیے اصل ہیں۔ اگر کسی علاقہ میں اونٹ ہوں تو وہاں پر دیت میں اونٹ وصول کیے جائیں گے اور اگر کہیں اونٹ نہ ہوں تو پھر علاقہ کی حالت اور عرف کو دیکھ کر سونے کے اعتبار سے ایک ہزار دینار اور چاندی کے اعتبار سے دس ہزار دراہم وصول کیے جائیں گے۔

پاکستان میں اونٹ کا رواج بعض خاص علاقوں تک محدود ہے اس لیے میں نے اپنے مقالہ میں اونٹ کے علاوہ دوسری چیزوں کا حساب لگایا تھا، زکوٰۃ اور دوسرے نصابوں میں چاندی کا اعتبار زیادہ کرتے ہیں، اور عام عرف میں بھی دراہم کا حساب آسان تھا اس لیے احقر نے دس ہزار دراہم کا حساب تولہ اور ماشہ میں بحساب ۲ ۱/۵ ماشہ چاندی فی درہم کے حساب سے دو ہزار نو سو تولہ آٹھ ماشہ چاندی کی قیمت کا مشورہ دیا تھا، کیونکہ اس کی قیمت کے تعین میں کوئی اشتباہ نہیں رہتا، لیکن میں نے اس سے انکار کب کیا ہے کہ دیت میں اونٹ نہ دیئے جائیں؟ اور نہ احقر اس کی جرأت کر سکتا ہے، ہماری کتابوں میں ان تینوں چیزوں کے بارے میں صراحۃً لکھا ہے۔ علیؒ بن ابی بکر المرغینانی فرماتے ہیں :۔

(ترجمہ) "قتلِ خطا میں دیت سو اونٹ ہے۔۔۔۔ سونے کے اعتبار سے ایک ہزار دینار اور چاندی کے حساب سے دس ہزار دراہم ہیں، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ان تین

---

[1] ابو محمد علی بن الحزم، المحلی، مطبعۃ الامام مصر جلد ۷ ص ۴۷۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چیزوں کے علاوہ دوسری چیزوں سے دیت ثابت نہیں''۔[۱]

ہمیں اس پر فخر ہے کہ ہم سیدنا امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں اور مقلد ہونے کی حیثیت سے ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہمارے مقتدا اور پیشوا سیدنا امام ابوحنیفہؒ نے جو فرمایا ہے وہ کسی نہ کسی حدیث سے لازماً ثابت ہے۔ ہم یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ آپ نے کوئی بات اپنی طرف سے کہہ کر کسی حدیث کی مخالفت کی ہوگی اور نہ ہم بالذات کسی حدیث یا آیت سے مسائل کے استنباط کی قوت اور طاقت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے مفتیان کرام فتوے دیتے وقت کسی حدیث یا آیت کے حوالہ کی جگہ کسی مستند فقہی کتاب کے حوالہ پر اکتفاء کرتے ہیں۔ ہمارے فقہاء نے دراہم و دنانیر کی اصالت کے بارے میں دوٹوک فیصلہ کرکے فرمایا ہے:۔

(ترجمہ) ''علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ دراہم و دنانیر دیت میں بطور اصالت معتبر ہیں یا قیمت کے اعتبار سے، تو ہمارے نزدیک (اونٹ کی طرح) یہ دونوں (دراہم و دنانیر بھی) دیت میں اصل ہیں''۔[۲]

بلکہ امام ابوحنیفہؒ کے اجل تلامذہ سیدنا امام ابویوسفؒ اور سیدنا امام محمدؒ کے نزدیک ان تین اجناس کے نزدیک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کی رو سے گائے، بکری اور کپڑوں سے بھی ثابت ہے۔ گویا صاحبینؒ کے نزدیک دیت کے اصول چھ[۱] رہے، جس علاقہ میں لوگوں کو اس میں سہولت ہو اُن سے وہی وصول کیا جائے۔ چنانچہ بعض علماء کے نزدیک صاحبین کی یہ رائے امام ابوحنیفہؒ سے دوسری روایت ہے۔ فرماتے ہیں:۔

(ترجمہ) ''میرے نزدیک حق یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ کے درمیان اس مسئلہ مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ امام ابوحنیفہؒ کا ایک قول صاحبینؒ کا مذہب ہے''۔[۳]

جبکہ عام کتابوں میں امام ابوحنیفہؒ کی طرف اول الذکر تین انواع کی نسبت ہوتی ہے اور مؤخر الذکر تینوں کا ثبوت صرف صاحبینؒ کی رائے تک محدود ہے۔ پھر اونٹ کی دیت میں بسا اوقات سختی اور شدت بھی پائی جاتی ہے جبکہ دراہم اور دنانیر میں خاص مقدار مقرر ہونے کی وجہ سے سختی کا امکان نہیں۔ اس لیے جہاں کہیں قتل کی نوعیت سخت ہو تو دیتِ مغلظہ ادا کی جائے گی۔ پھر یہ شدت دراہم اور دنانیر میں نہیں پائی جاتی ہے اس لیے اونٹ ہی سے ادا کی جائے گی۔

(ترجمہ) ''اونٹ کے علاوہ کسی دوسری نوع میں تغلیظ ثابت نہیں کیونکہ شرع صرف اس میں وارد ہے''۔[۴]

---

۱ ہدایہ، ایچ ایم سعید کراچی، جلد۳ ص۴۹۹ ۲ کتاب المبسوط للسرخسی جلد ۲۶ ص۷۴ ۳ اعلاء السنن شیخ ظفر احمد عثمانیؒ جلد ۱۸ ص۱۵۳ ادارۃ القرآن کراچی ۴ ہدایہ جلد۴ ص۴۹۹

© rasailojaraid.com

لہٰذا امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک جب دیتِ مغلظہ کی ادائیگی کی ضرورت پڑے تو اونٹ سے چار قسم ادا کیے جائیں گے۔ جن میں پچیس ۲۵ بنت مخاض (دوسرے سال والے) پچیس ۲۵ بنت لبون (تیسرے سال والے) پچیس ۲۵ حقہ (چوتھے سال والے) اور پچیس ۲۵ جذعہ (پانچویں سال والے) شامل ہیں جبکہ دیت مخففہ دس ہزار دراہم یا ایک ہزار دینار رہے، اور اگر اونٹوں سے ادا کرنا پڑے تو پھر پانچ قسموں سے ادا کی جائے گی جس میں قیمت کے اعتبار سے یقیناً آسانی رہے گی۔

دراھم اور دنانیر کی اصالت احادیث کی روسے

مقالہ نگار کا یہ تجزیہ بالکل غلط ہے کہ اونٹ کے علاوہ دراہم اور دنانیر کا اعتبار بطور اصالت دیت میں ثابت نہیں۔ یہ روایات کے ذخیرہ سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ ہر وہ روایت جس سے بارہ ہزار یا دس ہزار دراہم اور یا ایک ہزار دینار کا ثبوت ملتا ہو تو وہ آپ کی رائے کی تردید کے لیے کافی ہے کیونکہ دراہم میں بارہ ہزار یا دس ہزار کا تفاوت مروجہ سکہ کی قیمت میں کمی و بیشی پر مبنی ہے۔ ذیل میں چند روایات اس کے بارے میں نقل کی جاتی ہیں:۔

(۱) امام ترمذیؒ نے "جمع بین الیابین" کی عادت اپناتے ہوئے پہلے جب "باب ما جآءَ فِی الدِّیَۃِ کَمْ ھِیَ مِنَ الْاِبِل" کا تذکرہ کیا تو اس سے فارغ ہو کر دوسرا باب "ما جآءَ فِی الدِّیَۃِ کَمْ ھِیَ مِنَ الدَّرَاھِم" لایا۔ آپ نے اس میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت دو سندوں سے لائی ہے کہ:۔

عن ابن عباس عن النبی صلی اللّٰہ [illegible] جعل الدیۃ اثنی عشر [illegible]	حضرت ابن عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے دیت بارہ ہزار دراہم مقرر کی۔[1]

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت امام ترمذیؒ کے علاوہ امام ابوداؤد، سنن النسائی اور دارمی نے بھی نقل کی ہے۔ یہی وہ روایت ہے جو حضرت مولانا نے الحق ص۱۴ پر نقل کی ـــــ بعض روایات میں اضافہ بھی ہے کہ:۔

(۲) ان رجل من بنی عدی قتل فجعل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم دیتہ اثنی عشر الفا۔	بنی عدی کا ایک آدمی قتل ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دیت بارہ ہزار دراہم مقرر کی۔[2]

---

[1] جامع ترمذی، محمد بن عیسٰی الترمذی، ناشر قرآن محل کراچی جلد ۱ ص۲۰۱

[2] مرقاۃ جلد ۷ ص۸۳

© rasailojaraid.com

(۲) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے امام ابوحنیفہؒ کی سند سے روایت نقل کرتے ہوئے امام محمدؒ فرماتے ہیں:۔

اخبرنا ابوحنیفةؒ عن الهيثم عن عامر الشعبي عن عبيدة السلماني عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال على اهل الورق من الدية عشرة آلاف درهم وعلى اهل الذهب الف دينار[1] الحديث	امام ابوحنیفہؒ متصل سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ چاندی والوں پر دس ہزار درہم اور سونے والوں پر ایک ہزار دینار ہوں گے۔

یہ روایت عبیدہ السلمانی سے اس طریقہ پر بھی مروی ہے کہ:۔

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب نظام زندگی کیلئے رجسٹر تیار ہوئے، تو آپ نے اونٹ والوں پر سو اونٹ، سونے والوں پر ایک ہزار دینار اور چاندی والوں پر دس ہزار دراہم مقرر کیے[2]۔"

ظاہر بات ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب نظام زندگی کا دستور مرتب فرما رہے تھے تو اس میں بڑے بڑے صحابہؓ شریک تھے، آپ کے اس اقدام پر کسی صحابی کا اعتراض منقول نہیں معلوم ہوتا ہے کہ تمام صحابہؓ نے آپ کی اس رائے کی تصویب کی، گویا اس پر صحابہؓ کا اجماع ہوا کہ سو اونٹ کی طرح ہزار دینار اور دس ہزار درہم بھی دیت میں دیئے جاسکتے ہیں۔ ہمارے لیے یہی اجماع صحابہؓ بڑی سند ہے۔

(۳) حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ:۔

(ترجمہ) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر ان کے اموال میں دیت مقرر فرمائی، پس اونٹ والوں پر سو اونٹ، بکریوں پر دو ہزار بکریاں، گائے والوں پر دو سو گائیں اور کپڑوں والوں پر دو سو جوڑے[3]۔"

اس روایت میں اگرچہ دراہم و دنانیر کا تذکرہ نہیں ہے لیکن اس روایت سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے علاوہ دوسری چیزوں کو بغیر کسی اونٹ کی قیمت کی نسبت سے اعتبار دیا۔ جبکہ ہمارے بعض ائمہ سے یہ دوسری چیزیں بھی مروی ہیں۔ اور بقولِ بعض امام ابوحنیفہؒ سے بھی دراہم و دنانیر کے علاوہ دوسری چیزوں کے بارے میں روایت آئی ہے۔

---

[1] امام محمدؒ، کتاب الآثار للامام ابی حنیفہؒ، مکتبہ مجیدیہ ملتان ص ۹۶ [2] مبسوط للسرخسی جلد ۲۶ ص ۷۵
[3] قاضی ابو یوسفؒ، کتاب الخراج، ولاق مصر ۱۳۰۲ھ ص ۱۶۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقولہ روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اونٹ کے علاوہ دراہم و دنانیر کا بھی اعتبار ہے، آپ فرماتے ہیں :-

ان النبی علیہ السلام قال من سبح فی کل یوم ولیلۃ مثل دیۃ اثنی عشر الف تسبیحۃ فکانما حرر رقبۃ من ولد اسماعیل[1]	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہر دن و رات میں اپنی دیت کی طرح بارہ ہزار دفعہ تسبیحات پڑھیں گویا اس نے اسماعیلؑ کی اولاد سے ایک غلام آزاد کیا۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :-

"حضرت ابوہریرہؓ رات و دن میں بارہ ہزار تسبیح پڑھتے اور فرماتے کہ میں اپنی دیت کے اندازہ سے تسبیحات پڑھتا ہوں[2]"

جبکہ حضرت عکرمہؓ کے حوالہ سے دس ہزار دراہم کے بارے میں بھی حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت مروی ہے[3]

(۵) عمرو بن حزم سے بھی ایک روایت ہے کہ :-

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل الدیۃ من الدراھم اثنی عشر الفا[4]

(۶) حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :-

ان نبی صلی اللہ علیہ وسلم قال دیۃ کل ذی عمدا فی عمدہ الف دینار[5]

(۷) حضرت عثمانؓ کے دور میں بھی ایک واقعہ پیش آیا تو آپ نے ایک ہزار دینار دیت مقرر فرمائی[6]

(۸) ایسے ہی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے بھی دس ہزار درہم کی دیت منقول ہے[7]

ان تمام روایات کو مدنظر رکھ کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اونٹ کی طرح دراہم اور دنانیر بھی دیت میں بطورِ اصالت ثابت ہیں۔ لہٰذا دس ہزار دراہم کے حساب سے چاندی کی مروجہ قیمت بطورِ دیت ادا کرنا روایات سے ذھول نہیں بلکہ روایات کے مطابق عمل کرنے کی ایک آسان صورت ہے۔

---

[1] المبسوط للسرخسی جلد ۲۶ ص۷۷ [2] دفاع ابوہریرہؓ ص۳۹ [3] اعلاء السنن جلد ۱۸ ص۱۵۸ [4] المبسوط للسرخسی جلد ۲۶ ص۷۸
[5] ایضاً ص۷۵ [6] اعلاء السنن جلد ۱۸ ص۱۵۵ [7] ایضاً ص۱۵۵

© rasailojaraid.com